مولانا عبدالقیوم حقانی

مغربی طرزِ حیات اِنسانی اِقدار کے لیئے ایک عظیم خطرہ

امریکہ میں ہونے والے خودکشی کے واقعات کی تازہ رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ وہاں ہر سال بیس ہزار سے زائدافراد دماغی الجھن، ذہنی انتشار اور زندگی میں ناکامی کے نتیجہ میں خودکشی کا ازتکاب کرتے ہیں۔

ماہرین نفسیات کا خیال ہے کہ انہیں معاشروں میں خودکشی کے واقعات رونما ہوتے ہیں جہاں انسانی خواہشات اور تمناؤں اور زندگی کے میدان میں برتری حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کا رجحان توازن کی حد سے بڑھا ہوا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مغربی ممالک میں یہ واقعات زیادہ ہوتے ہیں جبکہ مشرقی ممالک میں اس کی نسبت بہت ہی کم ہوتی ہے اور اسلامی معاشرہ تو اس سے بالکل مبرا نظر آتا ہے۔

خودکشی ہمیشہ ذہنی انتشار، عملی زندگی میں ناکامی، احساسِ کمتری، دل شکستگی اور مایوسی کا نتیجہ ہوتی ہے اور ان احساسات کے حامل افراد کے اندر قوت ارادی باقی نہیں رہتی کہ اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے کوئی نئی جدوجہد کر سکیں چاہے وہ کسی دوسرے کی محرومی یا نقصان کے نتیجے میں حاصل ہوں، اسی لیے جہاں خودکشی کے واقعات ہوتے ہیں وہاں دوسرے اخلاقی اور اجتماعی جرائم بھی زیادہ ہوتے ہیں جو لوگ زندگی یا اپنی صلاحیت سے مایوس نہیں ہوتے وہ اپنی روا ناروا خواہشات کو پورا کرنے کی نت نئی راہیں ڈھونڈھتے ہیں۔ اس شکل میں ان کی کارفرمائی اس حد تک شعلہ بداماں ہوتی ہے کہ اپنے جیسے دوسرے انسانوں کے حقوق چھین لیتے اور اپنی خواہشات کی تکمیل کا سامان مہیا کرنے میں ذرہ برابر جھجک محسوس نہیں کرتے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پورا معاشرہ اخلاقی اور اجتماعی جرائم کا اڈہ بن جاتا ہے۔

ترقی یافتہ اور متمدن ممالک کی اجتماعی اور معاشرتی زندگی اگر زیب و زینت کے سامان، تراش و خراش اور عیش و عشرت کے ذرائع سے مالا مال ہے لیکن چین و سکون کی دنیا سے کوسوں دور ہے۔ وہاں کے باشندے ایک طرح کی گھٹن اور ذہنی کش مکش کے شکار رہیں، وہ اعصابی توازن کھو چکے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ کثرت کے ساتھ ذہنی اور اعصابی امراض سے دوچار ہیں، اور اس گھٹن سے نکلنے کے لیے اکثر

خودکشی کا سہارا لیتے ہیں، اس کے علاوہ اخلاقی جرائم، قتل وغارت گری اور دہشت پسندی کے روز افزوں واقعات کا تو ذکر ہی کیا۔

تاریخ عالم اور خصوصاً ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی تاریخ کا ایک سرسری جائزہ اس معاشرے میں رہنے والے انسانوں کی ذہنیت پر پوری طرح روشنی ڈالتا ہے وہاں اس طرح کے واقعات اس کثرت سے پیش آتے ہیں کہ ماہرین سماجیات انگشت بدنداں ہیں لیکن اس کا کوئی مناسب حل ابھی تک تلاش نہیں کر سکے ہیں۔ اس مسئلہ کا واحد حل سوسائٹی میں بنیادی طور پر فکری اور اجتماعی انقلاب ہے۔ ایک رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ امریکہ میں ہر سال ایک لاکھ قتل کی وارداتیں پیش آتی ہیں۔ جنسی بے راہ روی سے پیش آمدہ واقعات کی تعداد تقریباً پانچ لاکھ ہے اور لگ بھگ چار لاکھ افراد دہشت پسندی اور انارکی جیسے جرم کے شریک نظر آتے ہیں، مرد وعورت کے باہمی اختلاط نے غیر قانونی شرح پیدائش میں اس قدر اضافہ کر دیا ہے کہ ہر سال دس لاکھ امریکی ناکتخدا لڑکیاں حاملہ ہو جاتی ہیں اور دلربائی ولطف اندوزی اور لذت کام ودہن کی خاطر قتل کے واقعات میں برابر اضافہ ہی ہوتا چلا جارہا ہے۔

اس اخلاقی گراوٹ کے واقعات ان ممالک میں بھی رونما ہو رہے ہیں جن پر امریکی طرزِ حیات نے اپنے گہرے نقوش چھوڑے ہیں۔ حتیٰ کہ بعض اسلامی ممالک جو اسلامی اقدار وروایات کا دم بھرتے ہیں وہ بھی اس مہلک اثر سے محفوظ نہ رہ سکے۔ چنانچہ سعودی عرب کی زندگی جو مسلم ملکوں میں سب سے زیادہ اخلاقی اور اجتماعی پابندیوں پر عمل کرنے والا ملک ہے۔ مغربی مشینری اور اس کی تہذیب وثقافت سے متاثر ہو رہی ہے۔

ایک سعودی اخبار نے شکوہ کیا ہے کہ ریاض کی سڑکوں پر بعض اوقات لڑکیوں کے ساتھ خوش مذاقی اور چھیڑ چھاڑ کے مظاہر سامنے آنے لگے ہیں، یہ درحقیقت مغربی طرزِ فکر وحیات کو پوری طرح قبول کر لیا ہے۔ ان کا تو ذکر ہی بے کار ہے۔

اخبارات میں ایسی رپورٹیں وقتاً فوقتاً شائع ہوتی رہتی ہیں جن میں دنیا میں پیش آمدہ مختلف طرح کے واقعات کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔ لیکن ان کی اشاعت اخباروں تک محدود رہتی ہے۔ عام طور پر لوگ ان پر سرسری نگاہ ڈال کر گذر جاتے ہیں اور ان سے دور رس نتائج نہیں نکالتے جو ان کی سلوٹوں میں پوشیدہ ہوتے ہیں، اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ وہ نتائج اس تصورِ حیات سے متصادم ہوتے ہیں جو ترقی یافتہ معاشرے کے متعلق مغربی مفکرین نے ذہنوں پر مسلط کر دیا ہے، اسی وجہ سے اگر کوئی بات اس روایتی نقطۂ نظر سے ٹکراتی ہے تو اس سے صرفِ نظر کر لیا جاتا ہے۔ اور اسی وجہ سے مغربی طرزِ حیات کے خدوخال،

اپنی شکل میں نمایاں ہوکر ہمارے سامنے نہیں آتے۔

اس کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ عالمی خبررساں ایجنسیاں اور ریڈیو صرف ان واقعات کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں جن کا تعلق مشرقی یا پس ماندہ ممالک سے ہوتا ہے اور وہ ترقی یافتہ ممالک کی سیاسی آمریت، فکری انتشار، جماعتی کشمکش اور اخلاقی انار کی پر کوئی توجہ نہیں دیتے۔

یہ سب مغرب کی خوف زدہ ذہنیت کا نتیجہ ہے۔ وہ اب تک اپنی ذات پر اعتماد قائم نہیں کر سکا ہے۔ اسی لیے وہ مشرق سے پیہم برسرِ پیکار ہے۔ مشرق کے پاس ترقی کے تمام امکانات موجود ہیں وہ آج بھی اپنی گزشتہ عزت و شرف واپس لا سکتا ہے خصوصاً مشرقِ اسلامی جس کو مغرب اپنے لیے سب سے بڑا خطرہ سمجھتا ہے، اس اقدام کی سب سے زیادہ صلاحیت رکھتا ہے۔

لیکن مغرب وہاں ایمان و یقین اور جوش و جذبہ کے تمام شراروں کو سرد کرنے کے درپے ہے، وہ اس کے عیوب ظاہر کرنے کے لیے اپنے تمام وسائل استعمال کر رہا ہے۔ لیکن حقائق حقائق ہوتے ہیں، ان میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی اور وہ وقت دور نہیں کہ ہر صاحب بصیرت کے سامنے یہ حقیقت منکشف ہو جائے گی جس پر مغربی آمریت نے غیر صحت مند پروپیگنڈوں کی ایک دبیز چادر ڈال رکھی ہے۔ وہ وقت ہوگا جب عالمِ اسلام مغرب کی سیاسی بازی گری کے جال سے نکل چکا ہوگا اور اپنے ذہین افراد کے بل بوتے پر اپنے مستقبل کی تعمیر میں رواں دواں ہوگا۔ (بقیہ صـ۳۹ سے)

اسی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں خمروا الطعام والشراب کھانے اور پینے کی چیزوں کو ڈھک دو۔ [۱]

بعض حدیثوں میں کھانے کے برتنوں کو ڈھکنے کا حکم مطلق آیا ہے۔ ان میں رات یا دن کی کوئی قید نہیں ہے۔ اسی وجہ سے علماء نے لکھا ہے۔ اس پر جس طرح رات میں عمل ہوگا اسی طرح دن میں بھی ہوگا۔ [۲] یہاں رات کا ذکر خاص طور پر اس لیے ہے کہ رات میں زیادہ احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ ذرا سی بے احتیاطی سے کوئی بھی چیز کھانے کو نہ صرف ناپاک بلکہ زہر آلود کر سکتی ہے۔

---

[۱] بخاری، کتاب الاشربہ، باب تغطیہ الاناء [۲] شرح مسلم ج ۵ جزء ۱۳ ص ۱۸۳